طمع وحرص

علامات قیامت کی روشنی میں

فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ [1]

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ○ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْيَقِيْنِ ○ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيْمَ ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِيْنِ ○ ثُمَّ لَتُسْـَٔلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ ○ [التکاثر 1-8]

ترجمہ: زیادتی کی چاہت نے تمہیں غافل کردیا۔ یہاں تک کہ تم قبرستان جا پہنچے۔ ہرگزنہیں تم عنقریب معلوم کرلو گے۔ ہرگزنہیں پھر تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا۔ ہرگزنہیں اگر تم یقینی طور پر جان لو۔ تو بے شک تم جہنم دیکھ لو گے۔ اور تم اسے یقین کی آنکھ سے دیکھ لو گے۔ پھر اس دن تم سے ضرور بالضرور نعمتوں کا سوال ہوگا۔

---

[1] مشرف العام المدینہ اسلامک ریسرچ سینٹر کراچی

معاشی معاملات کے حوالے سے عموماً انتہائی اہم شرعی اصول بیان ہوئے ہیں جن کو موجودہ بینکاری سسٹم میں رائج کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اور ان شرعی اصولوں کیلئے عہدِ صحابہ کی عملی بے شمار مثالیں بیان ہوتی ہیں۔لیکن یہاں جو بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ ان شرعی اصولوں کی رو سے عہد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جو مضاربہ اور مشارکہ یا کوئی بھی اور معاشی معاملہ سرانجام پاتا تھا وہ دراصل دو بھائیوں کا مضاربہ، مشارکہ اور معاملہ ہوتا تھا جو سراسر اخلاص اور جذبہ تعاون کے تحت ہوتا تھا۔مگر آج کل کے مالیاتی اداروں اور بینکوں میں یہ اخلاص اور تعاون کا جذبہ ناپید ہے! بینک کا خلاصہ جو مجھے سمجھ آیا ہے اس کا نچوڑ کچھ یوں ہے کہ کسی بھی شخص کے اچھے وقت کا ساتھی، اس پر اگر برا وقت آجائے اور بینک کا کوئی حق اس سے منسلک ہو تو وہ اسے نچوڑ کر وہاں مارتا ہے کہ جہاں اس کو پانی تک نہیں ملتا۔موجودہ معاشرے میں نہ اخوت ہے اور نہ ہی جذبہ تعاون نہ خیر خواہی!

دراصل موجودہ معیشت کی بنیادی خرابی کو اگر دیکھا جائے تو دیگر معاملات کی گتھی سلجھانا آسان ہو جاتا ہے، اور شریعت کے ان سنہرے اصولوں پر کاربند رہنا اور انہیں اپنی زندگی میں نافذ کرنا بھی نہایت آسان ہو جاتا ہے جسے لوگ آج کل بہت مشکل تصور کرتے ہیں۔ اور وہ بنیادی خرابی ہے مال کی حرص جو علامات قیامت میں سے ایک اہم علامت ہے۔ اس موضوع کی اساس نبی ﷺ کی ایک حدیث ہے جو کہ مستدرک حاکم [1] میں صحیح سند سے منقول ہے۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اقتربت الساعة "۔ ''قیامت قریب آتی جا رہی ہے اور جوں جوں لوگ قیامت کے قریب بڑھ رہے ہیں'' "لا یزداد الناس إلا حرصا و لا یزدادون من الله إلا بعدا" ''لوگ دنیاوی اعتبار سے، مالی اعتبار سے حرص کا شکار ہوئے جا رہے ہیں اور اپنے پروردگار سے دور ہوتے جا رہے ہیں''۔

مذکورہ بالا روایت سے دو باتیں واضح ہوئیں:

اول: یہ کہ مال کی حرص علامات قیامت میں سے ہے۔

دوم: یہ طمع اور یہ حرص اللہ رب العزت سے دوری کا سبب بنتی ہے۔

---

[1] مستدرک حاکم: کتاب الرقاق، حدیث نمبر 38914

یہاں یہ بحث نہیں ہے کہ یہ مالی حرص حلال کی بنیاد پر ہے یا حرام کی بنیاد پر۔ اگر حرام کی بنیاد پر ہے تو پھر یہ انسان انتہائی ترس کھائے جانے کے قابل ہے۔ خواہ وہ انڈسٹریوں اور بڑی بڑی کمپنیوں کا مالک ہو لیکن رحم کے قابل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "لن يدخل الجنة لحم نبت من حرام"[1]۔ ''جو انسان کا گوشت رزق حرام سے بنتا ہے وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا''۔ اور ایک حدیث میں فرمایا: "اللحم الذي نبت من حرام فالنار أولى به"۔ ''جو گوشت رزق حرام سے بنتا ہے اس کی حق دار جہنم کی آگ ہے''۔ حرص اگر حرام کی اساس پر ہے تو یہ انسان کے لئے تباہ کن ہے۔ لیکن اگر حلال کی اساس پر ہے تو پھر بھی معیوب ہے۔ صحیح بخاری[2] میں حدیث ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین بطور قاصد بھیجا تا کہ وہ وہاں سے جزیہ کا مال وصول کر کے لائیں۔ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ گئے اور مال لے کر آئے جس وقت مدینے میں پہنچے رات کا وقت تھا اور صحابہ کو ان کی آمد کی اطلاع ہو چکی تھی، فجر میں لوگ دور دور سے نماز میں شریک ہوئے جب پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا اور پیچھے دیکھا اور دیکھا کہ دور دور سے صحابہ آئے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے پہ مسکراہٹ تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لعلكم سمعتم بقدوم أبي عبيدة"۔ ''شاید تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے مال لے کر آگئے ہیں اور اس کی تقسیم ہوگی''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "ابشروا و املوا ما يسركم"۔ تم خوش ہو جاؤ اور وہ امید لیکر یہاں بیٹھو جو تمھیں خوش کر دے گی، یہاں بخل نہیں ہے یہ مال تم میں تقسیم ہو گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "والله ما الفقر أخشى عليكم ولكن أخشى عليكم الدنيا أن تبسط عليكم كما بسطت على من قبلكم"۔ ''مجھے تمہارے بارے میں اندیشہ فقر نہیں ہے کہ تم فقیر ہو جاؤ گے بلکہ مجھے تم پر اندیشہ یہ ہے کہ یہ دنیا تم پر کشادہ کر دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کر دی گئی تھی'' "فتنافسوها كما تنافسوها"۔ ''اور تم بھی اس دنیا میں راغب ہو جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے اس میں راغب ہوئے تھے''۔

---

[1] المعجم الكبير للطبراني: حدیث نمبر 309

[2] صحيح البخاري: باب الجزية والموادعة حدیث نمبر 3158

"فتهلككم كما أهلكتهم" ''اور یہ دنیا کی رغبت اور یہ حرص اور یہ لالچ تمہیں بھی برباد کردے گی جیسا کہ ان کو برباد کرچکی تھی جیسا کہ سابقہ لوگوں کو دنیا نے برباد کیا اس فراوانی اور مال کے حرص نے''۔کہیں یہ تمہارے اندر یہ مرض پیدا نہ ہوجائے اشارہ امت محمدیہ کی طرف ہے ورنہ صحابہ کرام اس قسم کے حرص سے بالکل پاک تھے جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:''میں کبھی یہ تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا، کہ دنیا کی محبت بھی کوئی چیز ہے اصل محبت تو پروردگار کی اور دار آخرت کی ہے، دنیا کی محبت، دنیا کے مال کی محبت میرا دل نہیں مانتا تھا مگر جب قرآن کی آیت اتری [منکم من یرید الدنیا...]

اس آیت کے نزول کے بعد مجھے یہ ماننا پڑا کہ دنیا کی محبت بھی کچھ دلوں میں ہوتی ہے۔ (1)

مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس چیز سے مبرا تھے ان کا تعلق صرف اپنے پروردگار کے ساتھ تھا، محبت صرف اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھی اور وہ حصول آخرت کے لئے محنت کرتے تھے دنیا کی قطعا کوئی حرص نہ ہوتی تھی۔ ایک صحابی میدانِ جہاد میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے فتح ہوئی مال غنیمت حاصل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس کا حصہ دیا کہ تم یہ لے لو اس نے کہا:

"ما اتبعتك لهذا و إنما اتبعتك لكي أُرمى هاهنا في سبيل الله و أشار إلى عنقه"۔ (2)

''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے اس دنیا کے مال کی خاطر آپ کی اتباع نہیں کی میرا تو ایک ہی ہدف ہے کہ آپ کے ساتھ کسی جہاد میں یہاں تیر لگے اور شہید ہوجاؤں، شہادت کا تمغہ اپنے سینے سے سجالوں۔''

تو اللہ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے ایک معرکے میں یہ صحابی شریک تھا اور شہید ہو گیا اور واقعی دیکھا گیا کہ تیر وہیں پیوست تھا جہاں اس نے اشارہ کیا تھا۔اب جو اس نے بات کہی تھی کہ میں دنیا کے مال کی خاطر آپ کی اتباع اختیار نہیں کئے ہوئے بلکہ میرا مقصد تو شہادت کی موت ہے۔تو اس کا مطلب یہ ہوسکتا تھا کہ شاید یہ گھر کا کھاتا پیتا ہو اسے مال کی حاجت ہی نہ ہو لہذا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:''اس

---

(1) تفسیر طبری: ص 8035-8038

(2) سنن النسائی: کتاب الجنائز، الصلاۃ علی الشھداء 1953

کا مال دیکھو، سامان دیکھو کوئی کفن کی چادر ہے یا نہیں؟ جب اس کا سامان دیکھا گیا تو کفن کی کوئی چادر بھی نہ نکلی ایک چھوٹی سی چادر تھی کہ سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھانپتے تو سر کھل جاتا۔ پھر پیارے پیغمبر محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر مبارک عطا فرمائی کہ میرے اس صحابی کو اس میں کفن دے دو۔''[1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت کا اعجاز تھا، حرص اور دنیا کی طمع نہیں تھی مگر پیارے پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جوں جوں دنیا آگے بڑھے گی لوگ دنیا کے اعتبار سے حرص میں گرفتار ہوں گے اور اپنے پروردگار سے دور ہوتے جائیں گے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

{ اَلۡهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ○ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ○ ثُمَّ كَلَّا سَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ○ كَلَّا لَوۡ تَعۡلَمُوۡنَ عِلۡمَ الۡيَقِيۡنِ ○ لَتَرَوُنَّ الۡجَحِيۡمَ ○ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيۡنَ الۡيَقِيۡنِ ○ ثُمَّ لَتُسۡـَٔلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ ○ }[التکاثر 1-8]

تمہیں کثرت مال و اولاد کی طلب نے تباہ و برباد کر دیا ہے حتی کہ تم قبر میں پہنچ گئے اور قبر میں پہنچنا قیامت کا وقوع ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من مات فقد قامت قیامته" یعنی جو شخص مرتا ہے اس کی قیامت اسی وقت قائم ہو جاتی ہے۔

لہٰذا حرص اور کثرت کی طلب یقیناً خطرناک ہو سکتی ہے ہمیں اپنے شب و روز میں اپنی اس دنیا کی زندگی میں اس معاملے پر توجہ دینی چاہیے اور خوب سوچ و بچار کرنا چاہیے۔

جامع ترمذی میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: "و إن لكل أمة فتنة وإن فتنة أمتي المال" ''ہر امت کا ایک فتنہ ہے اللہ تعالی نے ہر امت کو کسی نہ کسی چیز کیلئے آزمایا۔ میری امت کا فتنہ مال ہوگا۔''[2]

اللہ رب العزت اس امت کا امتحان لے گا مال کے ساتھ۔ کسی کو مال سے محروم کر کے اور کسی کو مال کی فراوانی دیکر دونوں امتحان ہیں اور اللہ رب العزت اس مال کو میری امت کا فتنہ بنائے گا، آزمائش کی چیز بنائے گا تبھی تو سب سے بڑا فتنہ، اس امت کی سب سے بڑی آزمائش فتنہ دجال ہے کیونکہ پیغمبر ﷺ کی

---

[1] مستدرك حاكم: 688/3

[2] جامع الترمذی: کتاب الشهادات: حدیث نمبر: 2221

حدیث ہے کہ ''خلق آدم سے لیکر قیامت تک کی آخری دیواروں تک سب سے بڑا فتنہ دجال کا فتنہ ہے اس سے بڑا فتنہ کوئی نہیں۔''[1] اس فتنے کی یلغار کس راستے سے ہوگی ؟ فتنہ دجال اتنا خطرناک کیوں ہے؟ یہ آزمائش اتنی شدید کیوں ہے؟ اس لئے کہ اس فتنے کی جو بنیادیں ہیں اور جو اساسیں ہیں وہ مال ہی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے[2]: ''دجال کی آمد سے قبل جو تین سال ہوں گے۔ وہ تین سال اقتصادی اعتبار سے انتہائی تنگی کے سال ہوں گے فرمایا: "تحبس السماء ثلث قطرها والأرض ثلث نباتها"۔ ان پہلے تین سالوں میں سے پہلے سال آسمان اپنی ایک تہائی بارش روک لے گا اور زمین اپنی ایک تہائی فصل روک لے گی۔ دوسرے سال میں آسمان اپنی دو تہائی بارش روک لے گا۔ اور زمین اپنی دو تہائی فصل روک لے گی۔ اور تیسرے سال آسمان اپنی پوری بارش روک لے گا۔ ایک قطرہ بھی نہیں برسے گا جبکہ زمین اپنی پوری فصل یہ پھل اور یہ سبزیاں اور یہ اناج یہ سب روک لے گی اور ایک دانہ بھی پیدا نہیں ہوگا۔ یہ تین سال دجال کی آمد سے قبل، اور اس کا ظہور بھی علی جہل الناس ہوگا لوگوں کی جہالت عام ہوگی اور یہ اقتصادی مار الگ۔ اور دجال جب آئے گا تو اشاروں سے بارش برسائے گا، اشاروں سے فصلیں اگائے گا اور لوگوں کے امتحان کے لئے اس کے ساتھ ایک عجیب اقتصادی طاقت ہوگی۔ دجال ایک کڑی آزمائش اس لئے ہے کہ وہ فتنہ مال لے کر آئے گا یوں بندوں کا امتحان ہوگا اور بہت بندے اس میں ناکام ہوں گے۔ حالانکہ ناکامی کی وجہ نظر نہیں آتی۔ کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے دجال کی دو علامتیں نوٹ کرلو۔ ایک یہ کہ وہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا دوسرا اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا[3]۔ تو یہ دو چیزیں کسی استدلال یا بحث کی محتاج نہیں یہ تو سامنے دکھائی دے رہیں ہوں گی۔ ایک آنکھ سے کانا سامنے دکھائی دے رہا ہوگا اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوا ہوگا لیکن پھر بھی زیادہ لوگ اس کے حلقے میں شامل ہو جائیں گے۔ اور بہت کم لوگ ہوں گے جو اس فتنے سے بچ سکیں گے۔ اسی فتنہ مال سے وہ لوگوں کو گمراہ کرے گا۔ لوگ اس کے حلقے میں شامل ہوں گے۔

پھر کیوں ہم اس مال کی حرص لیکر بیٹھے ہیں؟ جو سراسر ہمارے لئے ایک آزمائش ہے۔ اور جوں جوں یہ

---

[1] سنن ابن ماجة: کتاب الفتن: حدیث نمبر: 957 [2] ایضا

[3] صحیح بخاری: کتاب الفتن، حدیث: 2018

حرص بڑھے گی، توں توں یہ چیز علامات قیامت میں داخل ہوتی جائے گی، اور پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قیامت کی علامتوں میں ذکر کیا ہے۔ کہ مال کا کسب، مال کا خرچ اور مال کی محبت، یہ سارے امور اور مال کے تعلق سے فخر کرنا اترانا ان سارے امور کو علامات قیامت میں شمار کیا گیا ہے۔ حدیث جبرئیل جس میں ہمارے سامنے دین اسلام کے قواعد بیان کئے گئے ہیں۔ اس میں جبریل امین کا ایک سوال یہ تھا کہ "متى الساعة يا رسول الله" اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتایئے قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا کہ اس قیامت کا علم جتنا تجھے ہے مجھے اس سے زیادہ نہیں ہے۔ تو جبرئیل امین نے سوال کیا: "فاخبرني عن أماراتها؟" تو پھر قیامت کی نشانیاں بتادیجئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند نشانیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا: "ان تلد الأمة ربتها وأن ترى الحفاة العراة الرعاء الشاء يتطاولون في البنيان"۔ [1] قیامت کی علامتیں یہ ہیں کہ لونڈی اپنی مالکن کو جنے گی۔ اشارہ لونڈیوں کی کثرت کی طرف ہے اور یہ بھی ایک مال کی کثرت کی بنیاد ہے حتی کہ جو اولاد پیدا ہوگی وہ اس لونڈی کی ظاہر ہے کہ مالکن ہی ہوگی کیونکہ جس عمل کے نتیجے میں وہ اولاد پیدا ہورہی ہے وہ لونڈی کا سردار اور لونڈی کا آقا ہے۔ تو کثرت مال کی یہ ایک نشاندہی کی۔ دوسری چیز آپ نے یہ ارشاد فرمائی کہ تم دیکھو گے بکریوں کے چرواہے اور ننگے پاؤں گھومنے والے بڑی بڑی بلڈنگیں بنا کے فخر کریں گے تو ان کے فخر واترانے کا سبب جو ہے یہی دنیا کا مال ہوگا۔ "ان اكرمكم عند الله اتقاكم" [الحجرات:13]۔ جو اللہ کے نزدیک تکریم کی اساس ہے وہ تقوی اور پرہیز گاری اور تعلق باللہ ہے اس کو فراموش کردیں گے اور یہ بلند وبالا عمارتیں، یہ ان کا فخر ومباہات کا سبب بن جائے گا۔ حتی کہ بعض لوگوں کا یہ فخر مساجد کے ساتھ بھی مربوط ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "لاتقوم الساعة حتى يتباهى الناس في المساجد" [2] اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک یہ حالات پیدا نہ ہوجائیں کہ لوگ مساجد میں فخر کریں۔ کہ میری مسجد کا مینار سب سے اونچا ہے اور میری مسجد میں زیادہ ملمع سازی ہے اور فلاں کی مسجد میں کم ہے ان چیزوں کو ذکر کرکے مساجد جو عبادت کے مراکز ہیں جہاں سادگی مطلوب ہے لوگ اس میں فخر کریں گے اور یہ فخر بھی اس مال سے محبت کی بنیاد پر

---

[1] صحیح بخاری: کتاب الإیمان: حدیث: 49 و مسلم، حدیث نمبر 100

[2] سنن نسائی، سنن ابن ماجة: باب تشييد المساجد، حدیث نمبر 739، علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

ہے۔اور یہ چیزیں قیامت کے وقوع کی خبر دیں گی۔

عابس الغفاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فرمان نقل کرتے ہیں جسے امام طبرانی نے معجم الکبیر [1] میں صحیح سند سے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بادروا بالاعمال ستا"۔ چھ چیزوں کے پیدا ہونے سے پہلے عمل کرلو قبل اس کے کہ چھ چیزیں پیدا ہوں۔

1. "إمارة السفهاء" بے وقوفوں کی امارت اور حکومت یعنی بے وقوف تم پر حاکم ہوں گے جن کی کوئی رائے نہیں اور جن کے پاس کوئی شرعی تعقل اور تدبر کی بنیاد نہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی علامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:''لا تقوم الساعة حتى يكون أسعد الناس بالدنيا لكع بن لكع ''[2]۔ان الفاظ کا سادہ سا ترجمہ یہ ہے کہ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دنیا کا اقتدار ایک ایسے شخص کو نہ مل جائے جو کمینہ ابن کمینہ ہو''۔

2. "وكثرة الشرطة" "یعنی'' زیادہ پولیس''۔زیادہ پولیس کا معنی ہے زیادہ جرائم۔جب جرائم زیادہ ہوں گے تو اس کے سد باب کیلئے زیادہ پولیس ہوگی۔دیکھیں!امیر المؤمنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جنہوں نے قیصر وکسری کی کمر توڑی، قیصر کے سرکاری لوگ مدینہ آئے کہ دیکھیں اس فاتح قیصر کی شان کیا ہے؟ مدینہ پہنچے اور پوچھا امیر المؤمنین کہاں ہیں؟ اتفاق سے آپ وہیں ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے اکیلے نہ کوئی چوکیدار ہے، نہ کوئی پہریدار ہے نہ کوئی محافظ!۔آج تو ایک حاکم حرکت کرتا ہے تو تقریبا دس ہزار پولیس حرکت میں آتی ہے۔پولیس کا زیادہ ہونا ان نا اہلوں کی بناء پر ہے۔امیر المؤمنین تن تنہا سو رہے ہیں، آدھی دنیا کے فاتح۔پولیس کا زیادہ ہونے کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ سلاطین کا اسکواڈ بڑھ جائے گا جو جگہ جگہ ان کی نگرانی میں چکر لگائیں گے،فرمایا کہ یہ بھی علامات قیامت میں سے ہے۔

3. "بيع الحكم" کہ ایسے قاضی اور جج پیدا ہوں گے جو اپنے فیصلوں کو بیچیں گے یعنی رشوت کا بازار گرم ہوگا۔وکیل پیسہ کھرا کرنے کے لئے کیس لینے کے لئے جھوٹ پر جھوٹ بولیں گے اور جج رشوت لینے کے لئے انصاف بیچیں گے فرمایا کہ اس وقت کے آنے سے پہلے جب ایسے جج پیدا ہوں جن کے فیصلے ظلم رشوت پر مبنی ہوں اچھے عمل کرلو۔عدل وانصاف بک گیا تو کیا خیر وبرکت ہوگی؟ کیونکہ

---

[1] معجم الکبیر: حدیث نمبر:60 [2] ترمذی: كتاب الفتن، باب ما جاء في اشراط الساعة، حديث نمبر:90

آسمان وزمین کا توازن تو عدل پر قائم ہے جب معاملہ ظلم پر پہنچ جائے گا اور یہ نوبت آجائے گی پھر تمہاری حالت اور کیفیت کیا ہوگی؟ اس وقت کے آنے سے پہلے پہلے تم عبادت کرلو اور عمل صالح کرلو۔

4 "وقطيعة الرحم"۔ قطع رحمی بھی علامات قیامت میں سے ہے کہ جب دیکھو گے ہر گھر میں تقریبا رشتے داروں میں ایک فساد برپا ہو چکا ہے۔

5 "نشع يتخذون القرآن مزامير"۔ نوجوانوں کی ایک نئی نسل پیدا ہوگی جو قرآن کو باجا اور گانا بنائیں گے۔ "يقدمون أحدهم"۔ اور لوگ ان میں سے کسی ایک کو کھڑا کریں گے، آگے بڑھائیں گے۔ "لكي يغنيهم" تاکہ وہ ان کو گا کر سنائے۔ "وإن كان أقلهم فقها"۔ حالانکہ وہ علمی اعتبار سے انتہائی کم ہوگا۔ اس کا کوئی مقام نہیں مگر اس کو آگے بڑھایا جائے گا۔ صرف اس کا ترنم سننے کیلئے اس کو آگے بڑھایا جائے گا فرمایا جب تم اس قسم کے نوجوان دیکھو تو یہ بھی علامات قیامت میں سے ہیں۔ یہ وہ علامتیں ہیں جن کا ہم بخوبی مشاہدہ کر رہے ہیں، اور ان سب کی بنیاد حبِ دنیا ہے۔

6 اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک عورتیں مردوں کے ساتھ تجارتوں میں شریک نہ ہوں۔ لوگ حرام چیزوں کے نام بدل کر اس کو حلال کرلیں گے شراب کا نام شربت اور نبیذ، رشوت ہدیہ بن جائے گی، یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور ہمارے سامنے ہی ہو رہا ہے، یہ علامات قیامت میں سے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنی اس زندگی میں غور وفکر کریں دنیا کے ساتھ تعلق ہو مگر ایک واجبی تعلق، فتنوں اور آزمائشوں کا دور ہے۔

عقبہ بن عامر نے اللہ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: "ما النجاة يا رسول الله!" اے اللہ کے رسول نجات کیسے ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "أمسک عليک لسانک"، اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھنا،: "وابک على خطيئتک" اور اپنے گناہوں پر رونے بیٹھ جاؤ، اور: "وليسعک بيتک" اور کوشش کرو کہ تمہارے گھر کی چاردیواری تمہارے لئے کشادہ ہو۔"[1] اپنے گھر میں زیادہ محصور ہو جاؤ، اور باہر سے ایک واجبی تعلق ہونا چاہیئے، لوگوں کے ساتھ، اہل دنیا کے ساتھ، دنیاوی امور کے ساتھ وہ بھی انجام دو لیکن زیادہ وقت اپنے گھر میں اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے گناہوں پر روتے

---

[1] ترمذی: باب ما جاء حفظ اللسان، حدیث نمبر: 2406

ہوئے،خلوت میں غور وفکر کرتے ہوئے گذارو۔اس کا سب سے اہم فائدہ یہ ہوگا کہ بچوں پر نگاہ رہے گی،ان کی تربیت کرسکو گے جوتمہاری ذمہ داری ہے جس کی بابت قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مالداری پر فقر کو ترجیح دی،فرمایا: "ما أحب لي أن يجعل لي أحد اذهبا"[1] ''میں نہیں چاہتا کہ احد پہاڑ میرے لئے سونا بن جائے''۔حالانکہ آپ کو اختیار دیا گیا تھا،آپ چاہیں تو یہ پہاڑ آپ کے ساتھ سونے کے بن کر گھومیں پھریں۔اگر یہ ہوبھی گیا تو میں تین دن کے اندر اندر یہ سونا اللہ کی راہ میں تقسیم کردونگا۔ہاں!ایک دینار،دو دینار مجھے پتہ ہو کہ میرا کوئی ساتھی،کوئی بھائی مقروض ہے اور وہ یہاں موجود نہیں تو اس کے لئے دو دینار سنبھال کے رکھوں گا وہ آئے تو اس کو دوں تاکہ وہ قرضہ ادا کرے، پیارے پیغمبر کی زندگی،آپ کی معیشت کوئی سرمایہ داری اور سرمایہ کاری کی معیشت نہیں تھی، بلکہ فقر آپ کو پسند تھا،اور جس قدر فقر ہوگا اس قدر حساب میں آسانی ہوگی۔نبی علیہ السلام کی حدیث بھی ہے کہ: "اطلعت في الجنة فرأيت أكثر أهلها الفقراء واطلعت في النار فرأيت أكثر أهلها النساء"[2] میں نے جنت دیکھی جنت میں فقیر زیادہ تھے اور مالدار کم تھے،جہنم دیکھی عورتیں زیادہ تھیں اور مرد کم تھے''۔یہ سب فقر کے فضائل ہیں، بجائے اس کے ہم بہت بڑھ چڑھ کر دنیا کی فکر کریں،اور یہ حرص وطمع لے بیٹھیں،اور آخرت کے معاملے کو فراموش کردیں۔۔(اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ○ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ)۔اس کثرت مال کی طلب نے تمہیں ایسا غافل کیا،کہ تم قبروں میں پہنچ گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: "لو كان لابن ادم واديان من ذهب لابتغى إليهما الثالث، ولا يملأ جوف ابن آدم إلا التراب "[3] ''ابن آدم کو اگر سونے کی دو وادیاں دیدی جائیں،تو قناعت کے بجائے وہ تیسری وادی کے حصول کی فکر کرے گا'' حالانکہ زندگی میں قناعت ہونی چاہئے۔اس امت میں عیسیٰ علیہ السلام کا دور مال کا ہوگا مگر قناعت کے ساتھ اس کا استعمال ہوگا،پیغمبر علیہ السلام کی حدیث ہے میرا اس پر ایمان ہے کہ ایک انار ایک خاندان کے لئے کافی ہوگا برکت بھی ہے،قناعت بھی۔اسی انار کا

---

[1] صحیح بخاری: كتاب الزكاة، باب ارضاء السعادة حدیث نمبر:1408

[2] صحیح بخاری: باب ما جاء في صفة الجنة حدیث نمبر:324

[3] صحیح بخاری: باب ما يتقى من فتنة المال حدیث نمبر:6439

چھلکا اس خاندان کا خیمہ بن سکے گا، برکت بھی ہے اور قناعت بھی ہے، مگر یہ کیا معاملہ ہے کہ انسان کو دو وادیاں سونے کی مل گئیں ہیں، مگر صبر وشکر کی بجائے تیسری وادی کے حصول کی کوشش کرے، دو انڈسٹریاں لگ چکی ہیں، تیسری بھی ہونی چاہئے فرمایا کہ یہ تم کو اتنا غافل کردے گی یہاں تک کہ تم قبر میں پہنچ جاؤ گے، فرمایا کہ اچانک موت اپنے پنجے تمہارے سینے میں گاڑھ دے گی۔ ابن آدم کے پیٹ کو تو قبر کی مٹی ہی بھرے گی یہ دنیا کا مال اس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم امور آخرت کی طرف توجہ دیں دنیا کے ہجوم مشاغل میں ضرور ہماری نظر ہو، ہماری نگاہ ہو، اصلاح کا کام کریں، تکسب بھی ہو، لیکن زیادہ تعلق باللہ ہو، اپنی آخرت کو سنوارنے کے لئے، دنیا تو دارِ فانی ہے، عمر انتہائی تھوڑی ہے۔ 60 سال کی 70 سال کی 80 سال کی اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے؟ مگر آخرت دارِ ابدی ہے، ہمیشہ قائم رہنے والی، وہاں اگر خسارے کا معاملہ ہو گیا تو بہت ہی خطرناک ہوگا، پیغمبر علیہ السلام کا فرمان ہے: "المكثرون هم المقلون۔"[1] زیادہ مال و دولت والے قیامت کے دن انتہائی قحط کا شکار ہوں گے'' اور ایک حدیث میں: "هم الأخسرون" کے الفاظ ہیں، بڑے گھاٹے میں ہوں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"إلتقى المؤمنان على باب الجنة فلقيه الفقير فقال: يا أخي ماذا حبسك ؟ والله لقد احبست حتى خفت عليك ، فيقول أي أخي ! إني حبست بعدك محبسا فظيعا كريها ، ما وصلت إليك حتى سال مني العرق ما لو ورده ألف بعير كلها أكلت جميعا لصدرت عنه راوية۔"[2]

دو انسانوں کو اکٹھا جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا۔ ایک دنیا میں مالدار تھا، دوسرا فقیر تھا، دونوں جا رہے ہیں بخوشی جا رہے ہیں، جو فقیر ہے، جنت میں داخل ہو جائے گا اور مالدار کو روک دیا جائے گا جنت میں داخل ہونے والا غریب، اپنے دوست کو تلاش کرے گا وہ اس کو دکھائی نہیں دے گا بالآخر وہ تقریباً 500 سال کے بعد جنت میں داخل ہوگا، اس فقیر بھائی نے پوچھا تم کہاں تھے؟ وہ

---

[1] صحیح بخاری: باب المخسرون هم المقلون، حدیث نمبر: 1206 [2] مسند احمد: حدیث نمبر 2667

جواب دے گا کہ: " حبست بعدک، محبسا کریھا فظیعا "تمہیں داخل کردیا گیا، مجھے روک دیا گیا، اور بڑا برا روکا گیا، مجھے ایک مقام پر کھڑا کردیا گیا، میرا پسینہ بہنا شروع ہوگیا، اس قدر پسینہ بہا کہ سو اونٹ اگر اس پسینے پر وارد ہوتے تو سارے کے سارے سیراب ہوکر لوٹتے۔

لیکن پیغمبر ﷺ نے جہاں فرمایا کہ ''زیادہ سرمایہ دار قیامت کے دن خسارے میں ہوں گے اور قلت کا اور قحط کا شکار ہوں گے سوائے اس سرمائے دار کے آپ نے ہاتھ سے اشارہ کرکے فرمایا کہ جو اس طرح کرے مال کو راہ حق میں لٹادے اس مال کا حق ادا کرے تو یہ مال اس کے لئے بہت زیادہ عافیت اور کامیابی کا سبب بن جائے گا''۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو تقریبا سات مواقع پر نبی علیہ السلام نے انفاق مال کی بنا پر جنت کی بشارت دی۔ اور ہم دنیا میں اپنے اعمال میں اور آخرت اور دنیا کے اعمال میں ایک توازن اور اعتدال پیدا کریں۔ اور دنیا سے محض ایک واجبی سا تعلق ہو۔ جیسا اللہ کے پیغمبر ﷺ کی سیرت سے اور صحابہ کرام، سلف صالحین کی سیرت سے ہمارے سامنے آتا ہے۔ اور اصل محنت آخرت کے حصول اپنے پروردگار سے تعلق قائم کرنے کے لئے ہو، تقوی کی صورت میں ہو۔ اللہ تعالی ہمیں اس کی توفیق عطا فرمادے۔ وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ أجمعین

اعتذار

سہ ماہی البیان کی ''جدید معیشت وتجارت'' پر خصوصی اشاعت میں تاخیر کا سبب

مجلة البیان کی ٹیم قارئین کرام سے انتہائی معذرت خواہ ہے کہ چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر اور اس خاص اشاعت کے منظر عام پر آنے میں کافی عرصہ بیت گیا مگر موضوع کی حساسیت واہمیت کے پیش نظر اور اس اشاعت کو قارئین کیلئے مزید معیاری ومفید بنانے کے لئے زیادہ وقت اور محنت درکار تھی جس کی وجہ سے اس شمارہ میں تاخیر ہوئی جس کے لئے ادارہ قارئین سے معذرت خواہ ہے۔

والعذر عند الکرام مقبول (ادارہ)